شائع شدہ حصوں کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا نقطۂ نظر سو فیصدی نیشنلسٹ ہے اور علمی تحقیق سے نیشنلزم کی دشمنی جیسی کچھ ہے، ظاہر ہے مصنف نے مسلمان لیڈروں اور بادشاہوں کی تعریف و توصیف اور انکے کارناموں کو سراہنے میں بڑے غلو سے کام لیا ہے، اور انکی کمزوریوں کی خاصی ستر پوشی کی ہے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ ترکی نیشنلزم سے انکو جتنی ہمدردی ہے اتنی عرب نیشنلزم سے نہیں ہے۔ جن باتوں پر وہ قوم پرست ترکوں کو سراہتے ہیں، انہی باتوں پر قوم پرست عربوں کی مذمت کرتے ہیں۔ کیا انکی نگاہ میں عرب اسلیے قصوروار ہیں کہ انہوں نے ترکی امپیریلزم کا جوا اپنے کندھے سے اتارنے کی کوشش کی؟

ایران، عراق اور مصر میں جو سیاسی، معاشی اور معاشرتی "تغیرات" ہوئے ہیں، وہ سب مصنف کی نگاہ میں "اصلاحات" ہیں اور وہ ان کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کرتے ہیں۔ مسلم قوم پرستی کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ غیر مسلم اگر تعزیے کی طرف ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ لے تو علم جہاد بلند کر دیا جائے، اور نام کا مسلمان اگر اسلام کے گلے پر چھری بھی پھیر دے تو زندہ باد کا نعرہ لگایا جائے، مگر عوام کے جذبات کو حرکت میں لانے کے لیے نام دونوں موقعوں پر اسلام ہی کا لیا جائے۔

خود دار خاتون | ترجمہ محمد مرزا صاحب دہلوی قیمت ۸؍ دائرۂ ادبیہ، دریا گنج دہلی۔

آسکر وائلڈ کے ایک ڈرامے کا اردو ترجمہ ہے۔ وائلڈ نہ تو اچھا افسانہ نگار تھا اور نہ اچھا شاعر اُس کا اصل میدان تھا ڈراما اور اس میں بھی صرف کمیڈی۔ ادبیات میں اُس کا نظریہ تھا فن برائے فن اس عجیب اور بے معنی نظریے نے جسکے حامی خود اُسکے ہمعصروں میں بھی بہت کم تھے، وائلڈ کی تصانیف پر کچھ اچھا اثر نہ ڈالا۔ معاشرتی مسائل سے اُسے واقعی دلچسپی تھی مگر اپنے مخصوص طرزِ فکر کی وجہ سے وہ سوسائٹی کی ہمدردی نہ حاصل کر سکا۔ جو نقوش اس نے انگریزی ادب پر چھوڑے ہیں انکی وجہ سے وہ مشہور کم بدنام زیادہ ہے۔ مثلاً اخلاقیات کا وہ سرے سے قائل نہ تھا جسکی جھلک اس کے افسانوں